محمد برھان نعمانی

فانؔی زندگی کے چند ایّام

جس کے نغموں سے لرز اٹھتی ہے بزمِ سوزِ غم
چاہتا ہوں چھیڑنا سازِ شکستِ دل وہی

بقائے سزوارِ ذات "حیٌّ قیّومٌ" کو، اس کی صفات کو، اس کے ذکر کو، اس کے کلام کو، اس کے کام کو۔ اس کی شانِ بالا وہم وگمان کے ماسوا ہر شے فانی اور ناپائیدار ہے۔

"کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فانٍ o وَ یَبْقٰی وجهُ رَبّكَ ذُوالْجَلالِ والْاِکْرَام o"

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ابراہیم فانی صاحب ...... بَرَّدَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ ..... اپنے والدِ گرامی، صدرالمدرسین، متکلم اسلام حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب ..... نوراللہ مرقدہٗ ...... کے فرزند ارجمند، صاحبِ ارشاد، صاحبِ دل اور بافیض بزرگ تھے، جن کی پوری زندگی خلقِ خدا کی دینی رہنمائی اور اصلاحی خدمات میں گزری۔ ان کے مجالس، اسفار، مواعظ، اشعار اور احسان وسلوک کے موضوع پر ان کے الفاظ میں حرارت، ان کی آواز میں سوز ودرد، ان کے لب ولہجہ میں اتباعِ سنت اور عشق ومعرفت کی ایک آنچ محسوس ہوتی ہے جس کو سننے اور پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ فانؔی صاحبؒ کو اللہ کریم نے ظاہری وجاہت اور کشش کیساتھ بے شمار علمی صلاحیتوں اور باطنی خوبیوں سے نوازا تھا۔

حضرت فانی صاحبؒ اپنی زندگی کے تمام اعمال، روز وشب کے معمولات، اپنی شکل وصورت اور وضع وقطع میں ایک مذہبی شخصیت کی مثال تھے۔ ایک محدّث اور استاد الفنون ہونے کے ساتھ وقت کی سیاست اور اس کی رفتارِ کار کے اندازہ شناس بھی تھے۔ مذہب وسیاست کے جام وسند پر اُن کی گرفت سخت تھی۔ دونوں کو یکجا کر کے ان کے دائرہ وحدود کی نزاکت پر بھی نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے کبھی شریعت کی خصائص کو عشق کے مطالبوں اور تقاضوں سے پامال نہیں ہونے دیا ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر یہ خونِ آرزو منظور کرتے ہیں

---

* شریک دورہ حدیث جامعہ حقانیہ

اربابِ فضل وکمال ، اہل قلم اور اصحابِ نظر آپ کے علم وعمل کے مختلف میدانوں میں آپ کے افکار وخدمات کا جائزہ لیں گے ، لیکن ان معنوں میں آپ کی ذاتِ گرامی ایک ذات تھی کہاں؟ آپ کا وجودِ مقدس وگرامی ، مرتبتِ علم وادب ، فکرونظر ، مذہب وسیاست ، ایثاروعمل ، جہادوعزیمت ، اخلاق وسیرت اور علوم وفنون کے مختلف دبستانوں کا ایک دبستان اور سینکڑوں انجمنوں کی انجمن تھا۔آپ کی دعوت کا آغازِ کار سے لے کر آج تک مسندِ درس وتعلیم اور ذوقِ عمل کی تربیت سے لے کر میدان جہادِ وعمل تک ، دعوت وتبلیغ اور مواعظِ رُشد وھدایت سے لے کر جہادلسانی کے ملی وقومی میدانوں تک پھیلی ہوئی ہے ۔

تاریخ ترے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں تو زندہ رہے گا

حضرت فانی صاحبؒ ''علم وعمل ، دردومحبت ، شوق ومطالعہ اور جذبہ جہاد وشہادت'' کے ساتھ'' اتباعِ سنت ، احترامِ شریعت ، علومِ نبوت'' اور درسِ حدیث کے ساتھ عشق ووارفتگی کا جیسا نمونہ ان کی زندگی میں ملتا ہے ، وہ اگر نایاب نہیں ، تو کمیاب ضرور ہے ۔علاوہ ازیں حضرت کی زندگی میں فنائیت اور زہدواستغناء کے ایسے مؤثر واقعات ملتے ہیں ، جو زرپرستی کے اس دور میں تڑپا دیتے ہیں۔آپ کی بے تکلفی ، سادگی اور رسم ورواج وتکلّفات سے آزادی ،ان کی عملی زندگی کا ایک منفرد اور نمایاں عنصر ہے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

آپؒ زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ بلاشبہ اُن ممتاز ، ذہین اور خدا رسیدہ لوگوں میں سے تھے جو اپنے ماحول سے اپنے امتیاز وانفرادیت کو منوا کر سب کو اپنی تقلید پر مجبور کرتے ہیں ۔

علمی و دینی ، مذہبی وسیاسی حلقے ان کے درس وتدریس اور عمومی وروحانی تربیت کے سلسلے میں ان کی بے نظیر صلاحیت وانفرادیت کا جس محبت ، اخلاص ، اعتقاد اور لذت وافتخار کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتے ہیں ، اب بھی بھولی بسری یادوں کو اپنے کمزور حافظے کی سلوٹوں سے سمیٹ کر ، قلم کی نوک پر لانا چاہوں ، تو راقم کے لئے ان کی عکاسی ممکن نہیں ۔

بہرکیف! قلوبِ مجروحہ وشکستہ میں امید کی کرنیں جاگ اٹھانے والا ، یاس کو آس کے دامن میں مسکرا دینے والا ، محبتوں کے دروازے کھل کر ہر ایک کو باریاب کرنے والا یہ خوشبو یہ شگوفہ ۲۶ جنوری ۲۰۱۴ء کو گردوں کے اچانک انفکشن کی وجہ سے علیل پڑ گئے ، اور مکمل ایک مہینے تک بندگی کی تمنا میں صحت کی آرزو لے کر سرد آہوں میں پکار اٹھتے ۔ زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

اور اسی کے ساتھ ہی آنسو کی لڑیاں پرو کر خاموش ہو جاتے تھے

کہہ جاتے ہیں اک سانس میں برسوں کے فسانے
جب آنکھ کے گوشوں سے ڈھلک جاتے ہیں آنسو

احقر راقم الحروف سے زمانہ ہسپتال کی داستان رقم کرواتے ہوئے فرماتے تھے کہ اس کو تم ہی نے ترتیب دینی ہے، جس کا نام انہوں نے ''داستانِ دلکشاں، درزمانِ ابتلاء'' تجویز فرمایا تھا۔ احقر فی الحال ان کی دوسری تصانیف ''دیوانِ فارسی'' اور ''حیات صدرالمدرسین'' کی تصحیح میں مگن تھا، اور خدمت کی غرض سے ان ساتھ ہسپتال میں رہا، اس لئے سب کچھ معطل ہوگیا، بنا برایں جب کبھی ''داستان'' کی ترتیب کی بات آئی، تو میں نے یہی کہا کہ

کتابِ عشق لکھنے کی، مجھے فرصت نہیں یاروں
ابھی تک بے وفائی پر، مری تحریر جاری ہے

اس پر آپ حد درجہ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگتے

مرتّب کر رہا ہوں آنسوؤں کو اور آہوں کو
کہ میری زندگی کی داستاں تیّار ہوجائے

اور اسی چشمِ اشکبار و پُرنَم کے ساتھ سب سے معافی اور دعا کی درخواست کرتے تھے، کہ ارے ظالمو! جب تم (طلبہ) لوگوں کی دعائیں مقبول ہی ہیں، پھر میرے حق میں کیوں نہیں مانگتے؟ میں جواباً انہیں کا شعر سنا کر خوش ہوتے تھے کہ

اثر سے ہیں مری خالی دعائیں
یہ تاثیرِ دعا لاؤں کہاں سے

قارئین محترم! وہ لاکھوں دلوں کا مسیحا، ہزارہا سنگ دلوں کو مومِ بنانے والا، جانے کتنی تبسم سے مایوس کلیوں کو اپنے جادوئی پندونصائح سے قہقہہ زار بنانے والا، بے شمار کشت ویراں دلوں کو لہلاتا ہوا سبزہ عطا کرنے والا، جانے کتنے غم کدوں کو شادمانیوں کا تحفہ دینے والا، سینکڑوں سنگلاخ وادیوں کو اپنی مَوعظت بالحکمہ سے سیراب کرنے والا، خدا معلوم! کتنے شرک وبدعات میں مبتلا افراد کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر رشد وہدایت ہی نہیں، بلکہ مرشد وہادی بنانے والا، 26 فروری 2014ء بروزِ بدھ صبح 2:45 کو حیات آباد کمپلیکس کے .I.C.U روم کے اندر احقر راقم الحروف کے ''گود'' میں ''کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان'' کا نعرہ لگاتا ہوا عالَمِ سروری کو کوچ کر گیا۔ انا للہِ وانا الیہ راجعون

آنچہ ازمن گمشدہ گر از سلیمانؑ گم شدے
ہم سلیماں ہم پری، ہم اَہر من بگر یستے